Journal of Sociology & Cultural Research Review (JSCRR)
Available Online: [*https://jscrr.edu.com.pk*](https://jscrr.edu.com.pk)
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

QURANIC PRINCIPLES OF TRAINING AND THEIR APPLICATION IN THE LIGHT OF BAYAN-UL-QURAN AND TAFHEEM-UL-QURAN

تربیت کے قرآنی اصول اور ان کا اطلاق - بیان القرآن اور تفہیم القرآن کی روشنی میں

Tayyaba Andleeb
MS Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila, Punjab, Pakistan
tayyaba777666@gmail.com

ABSTRACT

Education and individual training are fundamental to the moral and cultural development of any society, as they instill values that strengthen both personal character and collective harmony. Mothers, in particular, play a crucial role in this formative process by shaping children's ethical and spiritual foundations. Serving as the first educators, mothers provide a nurturing environment that fosters moral growth, drawing on principles that guide children toward becoming conscientious members of society. The role of mothers is further inspired by the example of the Prophet Muhammad's (PBUH) companions' wives, who raised their children with a focus on the teachings and values imparted by the Prophet, serving as a lasting model for upbringing. This article delves into the Quranic principles of individual training, highlighting their significance for personal and societal development. The analysis draws upon Tafsir Bayan Al-Quran and Tafheem Al-Qur'an to explore how these exegeses interpret Quranic guidance on nurturing individuals who contribute meaningfully to society. By examining these interpretations, the article sheds light on practical approaches to applying Quranic teachings in contemporary life, underscoring how they can inspire constructive individual behavior that benefits the wider community. Furthermore, a comparative analysis of these two interpretations reveals their strengths in addressing modern societal challenges. Ultimately, fostering individual development rooted in Quranic values is essential for building a unified and morally sound society.

Keywords*: Individual, Education, Quranic Interpretation, Training, Spiritual Growth, Society, Cultural Values.*

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا اور اس کی رہنمائی کے لیے قرآن مجید کو ہدایت کا ذریعہ بنایا۔ قرآن نہ صرف ایک مذہبی کتاب ہے بلکہ انسان کی انفرادی، خاندانی، اور معاشرتی تربیت کا مکمل دستور بھی فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید میں موجود تربیتی اصول انسان کی اخلاقی، روحانی، اور عملی زندگی کے ہر پہلو کو سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ بیان القرآن اور تفہیم القرآن جیسی تفاسیر ان اصولوں کو آسان اور عملی انداز میں سمجھانے میں مدد دیتی ہیں۔ ان تفاسیر میں تربیت کے اہم اصول، جیسے تزکیہ نفس، تقویٰ، علم و حکمت، عدل، اور صبر جیسے موضوعات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے جو ہر دور کے انسان کے لیے راہنما ثابت ہوتے ہیں۔

بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانوی کی گہری علمی بصیرت کا مظہر ہے، جو قرآن کے ہر پہلو کو روزمرہ زندگی کے تناظر میں بیان کرتا ہے، جبکہ تفہیم القرآن، مولانا مودودی کی تحریر کردہ، قرآن کے اصولوں کو جدید دنیا کے حالات کے مطابق پیش کرتی ہے۔ اس مضمون میں قرآن کے تربیتی اصولوں کا بیان القرآن اور تفہیم القرآن کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے گا اور ان کے عملی اطلاق کو اجاگر کیا جائے گا تاکہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو قرآن کی تعلیمات کے مطابق سنوار سکیں۔

تربیت کی اہمیت اور ضرورت

محترمہ ڈاکٹر نگہت نسیم نے ایک فرد کی تربیت کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ انہوں نے ایک چینی ادیب "لین یو تانگ" کی کتاب "جینے کی اہمیت" سے ایک اقتباس لیا جسے محترم مختار صدیقی نے ترجمہ کیا۔ یہ کتاب 1956ء شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں فرد کی تربیت پر بہت زور دیا گیا۔ ڈاکٹر نگہت نسیم کا کہنا ہے۔

کہ اگر انسان اخلاقی ہم آہنگی کی آرزو کرتا ہے تو اسے پہلے اپنی قومی زندگی کو منظم بنانا ہوگا۔ جو لوگ اپنی قومی زندگی کو منظم بناتے ہیں وہ سب سے قبل اپنی عائلی زندگی کو ترتیب دیتے ہیں۔ جو لوگ اپنی عائلی زندگی کو ترتیب دیتے ہیں وہ لوگ اپنی ذاتی زندگی کو سنوارتے ہیں۔ جو لوگ ذاتی زندگی کو سنوارتے ہیں وہ سب سے قبل اپنے باطن کو درست کرتے ہیں۔ جو باطن کو سنوارتے ہیں وہ لوگ پہلے اپنے ارادوں اور نیتوں کو درست کرتے ہیں۔ ارادوں کو مضبوط بنانے والے خود میں سمجھ پیدا کرتے ہیں۔ سمجھ، اشیاء کے بارے جاننے سے ہوتی ہے۔ "انسان کے اندر جب اشیاء کا علم ہو جاتا ہے تو اس وقت سمجھ پیدا ہوتی ہے۔ جب سمجھ آجاتی ہے تب نیت خالص بن جاتی ہے۔ نیت کے صاف ہونے سے دل صاف ہو جاتا ہے۔ دل کے صاف ہونے پر زندگی تربیت یافتہ بن جاتی ہے۔ جب ذاتی زندگی تربیت پاتی ہے تب عائلی زندگی باقاعدہ بن جاتی ہے۔ پھر قومی زندگی بھی منظم بن جاتی ہے اس طرح دنیاوی امور میں امن و سکون قائم ہو جاتا ہے۔[i]

اس سے یہ آگاہی ہوتی ہے کہ ایک بادشاہ سے لے کر عام انسان تک اور ہر چیز کے لیے ذاتی تربیت ضروری ہے۔ کسی بھی عمارت کی پختگی کے لیے اس کی بنیاد کا مضبوط و پختہ ہونا چاہیے۔ معاشرے کی اصلاح میں ایک فرد کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے۔ ایک ہی فرد عمارت کی بنیاد بنتا ہے انفرادی تربیت نہایت اہم ہے۔ فرد کے لیے اوّل مکتب اس کا گھر ہوتا ہے۔ ملت کی تقدیر ایک انسان ہی بنتا ہے۔

کسی بھی فرد کی اخلاقی تربیت اس کے معاشرے کے لیے مفید ثابت ہوتی ہے۔ اعلیٰ اخلاق تربیت کا سب سے ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کو تنقیدی نظر سے دیکھے۔ اگر اپنی ذات کے اندر عیوب نظر آئیں تو ان کو ہٹانے کی کوشش کرے۔ اپنی بداخلاقیوں کو دور کرے۔ انسان کے لیے خود کا محاسبہ ضروری ہے اس لیے کہ انسان خود سے کوئی بھی چیز چھپا نہیں سکتا۔ اور روز قیامت انسان نے خود ہی اعمال کا حساب دینا ہے۔ شہر علم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"ما منکم من احد الا سیکلمہ اللہ لیس بینہ و بینہ ترجمان"[ii]

اصلاحی میدان میں اہم بات یہ ہے کہ فرد کی تعمیر ،معاشرے کی تعمیر کے لیے ضروری ہے۔ کسی بھی نظام اور اداروں کے انقلاب کے لیے سب سے قبل فرد کا انقلاب ضروری ہے۔ سورۃ رعد کی آیت کا مفہوم ہے کہ " رب کائنات کسی بھی قوم کی حالت نہیں بدلتے جب تک وہ قوم خود اپنی ذات کو نہیں بدلتی"

اللہ پاک نے افراد کی اصلاح کے لیے نبیوں (علیہم السلام) کو دنیا میں بھیجا۔ان کے بعد ان کے خلفاء اور ان کے وارثوں کو یہ منصب سونپا۔خود کی تربیت انسان کا پہلا فرض ہے۔علامہ طباطبائی نے تعلیم و تربیت کو الگ الگ معانی میں لیا ہے۔انہوں نے تربیت کا مطلب "تزکیہ "کہا ہے۔اور تعلیم کا مفہوم یہ ہے کہ تعلیمی اداروں یا سکولوں میں سیکھنے سکھانے کا عمل ہو۔ علامہ طباطبائی نے اس کے پیش نظر یہ لکھا ہے کہ "علم کے متلاشی کو جب کوئی مشکل آتی ہے وہ استاد کا سہارا ڈھونڈتا ہے اور مقصد حل کرواتا ہے یہ ہے تعلیم، مگر تربیت یہ ہے کہ انسان کی چھپی صلاحیتیں بیدار ہوں ہے جو انسان خود اجاگر کرتا ہے۔[iii]

تربیت کے بارے میں قرآن و سنت نے بہت زور دیا ہے۔اور اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ایک مربی جس وقت تک اپنی ذات کو درست نہیں کرے گا خود تربیت یافتہ نہیں ہو گا وہ متربی کو تربیت نہیں دے سکتا۔ان دونوں کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جو محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے:

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ"[iv]

ترجمہ: "تحقیق تم ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے"

جب تربیت کرنے والا، متربی کو ہم نفس خیال کرتا ہے تبھی اس کو تربیت دے سکتا ہے ایسے ہی نبی مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور صفت قرآن پاک میں یہ بیان ہوئی ہے۔

"عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ"[v]

"آپ پر جو مشکل آتی ہے وہ ان (ﷺ) پر بہت گراں گزرتی ہے"۔

ایک مربی کا یہ فرض ہے کہ وہ خود سے غافل نہ ہو اپنی تربیت اور علم کے اضافے کے لیے ہر وقت کوشش میں لگا رہے۔

قرآن پاک میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ارشاد مقدس ہے:

"وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا"[vi]

"ترجمہ: "اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما" (آمین)

ایک مربی کے لیے یہ لازم ہے کہ ہو علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح بھی کرے۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی ذات ایسی باعمل ہو ایسا عمل ہو جس کو دیکھ کر دوسرے سبق حاصل کریں۔اور اس تربیت یافتہ انسان کے اعمال سے اپنی زندگی بھی سنوارے۔۔انبیاء کرام لوگوں کے لیے مربی بن کر اس کائنات میں تشریف فرما

JSCRR

ہوئے۔انہوں نے سب کے سامنے اپنی باعمل زندگی کو پیش فرمایاان کا کردار تربیت یافتہ ہوتا کہ اپنے کردار سے دوسروں کی بھی تربیت فرماتے۔انفرادی تربیت ہی کے ذریعے انسان دوسرے لوگوں کی بھی تربیت کر سکتا ہے۔ قرآن پاک میں حضور اکرم ﷺ کے لیے ارشاد مبارک ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"vii

"ترجمہ:"تحقیق نبی اکرم ﷺ تمھارے لیے بہترین نمونہ عمل ہیں"۔

آیت بالا کے مطابق انسان اپنی زندگی میں عملی رہنمائی کے لیے آپ ﷺ کی زندگی مبارک سے استفادہ کر سکتا ہے، انفرادی تربیت کے عنوان سے بھی آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

قرآن مجید میں انسان کی رہنمائی کا جامع تصور

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ آخری کتاب ہے جو انسان کی رہنمائی کے لیے نازل کی گئی۔اس میں زندگی کے ہر پہلو کے لیے ہدایت موجود ہے، چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، روحانی ہو یا مادی۔قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کو نہ صرف دینی معاملات میں بلکہ دنیاوی زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

هُدًى لِلْمُتَّقِينَ۔viii

یعنی یہ کتاب متقی لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیمات انسان کی اخلاقی، روحانی اور عملی زندگی کو درست کرنے کا ذریعہ ہیں۔

قرآن مجید انسان کی انفرادی تربیت پر زور دیتا ہے، جیسے تزکیہ نفس، صبر، اور تقویٰ۔اس کے ساتھ ہی اجتماعی زندگی کے اصول بھی متعین کرتا ہے، جیسے عدل وانصاف، حقوق العباد، اور مساوات۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ ix

یہ آیت اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ انسان کو اپنے معاملات میں عدل اور احسان کے ساتھ چلنا چاہیے۔اسی طرح قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں کے قصے بھی انسان کی رہنمائی کے لیے بیان کیے گئے ہیں تاکہ وہ ان سے سبق حاصل کرے اور اپنی زندگی کو ان اصولوں کے مطابق ڈھالے۔

تفہیم القرآن اور بیان القرآن جیسی تفاسیر میں قرآن مجید کی رہنمائی کے جامع تصور کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو عصر حاضر میں بھی انسان کے لیے مشعل راہ ہیں۔ یہ تفاسیر اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ قرآن کی تعلیمات نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کی بھلائی کے لیے ہیں۔

JSCRR

بیان القرآن اور تفہیم القرآن کا تعارف

بیان القرآن علامہ اشرف علی تھانویؒ کی تصنیف ہے، جو اردو زبان میں قرآنِ پاک کا مشہور اور معتبر ترجمہ اور تفسیر ہے۔ یہ تفسیر علماء اور عام مسلمانوں دونوں کے لیے آسان فہم اور جامع طور پر تیار کی گئی ہے۔ علامہ تھانوی نے اس تفسیر میں قرآن کے الفاظ کی لغوی اور معنوی وضاحت پیش کی ہے، تاکہ قاری قرآن کی تعلیمات کو بہتر انداز میں سمجھ سکے۔ بیان القرآن کا اہم مقصد یہ تھا کہ قرآن کے معانی اور احکام کو اردو زبان میں منتقل کیا جائے، تاکہ وہ لوگ جو عربی زبان سے واقف نہیں، قرآن کے پیغام سے بہرہ مند ہو سکیں۔ اس تفسیر کا انداز نہایت اختصار اور جامعیت پر مبنی ہے، جہاں ہر آیت کے معانی کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے اور غیر ضروری تفصیلات سے گریز کیا گیا ہے[x]۔

بیان القرآن کی ایک اور خصوصیت اس کا فقہی مزاج ہے، جو احکام شریعت کو واضح اور دلائل کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ علامہ تھانوی نے اس تفسیر میں فقہی مسائل کو قرآن کے متن سے مربوط کیا ہے اور عام مسلمانوں کے لیے آسان زبان میں حل پیش کیے ہیں۔ مزید برآں، اس تفسیر میں عقائد، اخلاقیات اور روزمرہ کے عملی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، تاکہ قاری قرآن کی تعلیمات کو عملی زندگی میں اپنانے کے قابل ہو۔ علامہ تھانوی نے احادیث اور تفاسیرِ قدیمہ سے استفادہ کرتے ہوئے ایک ایسا علمی ذخیرہ پیش کیا جو آج بھی مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ بیان القرآن کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ یہ ہر طبقے کے قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے، خواہ وہ عالم ہو یا عام انسان۔ علامہ تھانوی نے اپنی اس کاوش سے قرآن کی تعلیمات کو آسان اور قابل عمل بنانے کا عظیم کام سرانجام دیا۔

تفہیم القرآن مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی ایک مشہور اور غیر معمولی تفسیر ہے، جو قرآنِ پاک کی جامع اور تجزیاتی وضاحت پیش کرتی ہے۔ یہ تفسیر نہ صرف مذہبی بلکہ سماجی، سیاسی، اور معاشرتی پہلوؤں پر بھی گہری روشنی ڈالتی ہے، جس کا مقصد قرآن کو دورِ حاضر کے مسائل کے تناظر میں سمجھانا تھا۔ مولانا مودودی نے اس تفسیر میں قرآن کی آیات کو موجودہ زمانے کی زبان اور فہم کے مطابق پیش کیا، تاکہ جدید ذہن رکھنے والے افراد بھی قرآن کی حکمتوں اور احکام کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ تفہیم القرآن کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی ترتیب اور وضاحت کا منفرد انداز ہے، جہاں ہر سورہ کے آغاز میں اس کے موضوع، پس منظر، اور مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

تفہیم القرآن کا ایک اور اہم پہلو اس کی دعوتی اور اصلاحی خصوصیت ہے۔ مولانا مودودی نے قرآن کے پیغام کو صرف روحانی تعلیمات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کے سماجی، معاشرتی، اور سیاسی اثرات کو بھی اجاگر کیا۔ یہ تفسیر قرآن کے عالمگیر پیغام کو جدید معاشرتی و سیاسی نظام کے ساتھ جوڑتی ہے اور مسلمانوں کو ان کے دین کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ تفہیم القرآن کی زبان عام فہم ہے، اور اس میں جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب کیا گیا ہے، جو اکثر روایتی تفاسیر کو سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ مولانا مودودی نے اس تفسیر کے ذریعے قرآن کی ہمہ گیریت اور

دائمی حیثیت کو واضح کیا، اور قرآن کو ہر دور کے انسان کے لیے رہنما کتاب کے طور پر پیش کیا۔ تفہیم القرآن آج بھی دنیا بھر میں مسلمانوں کے لیے فہمِ قرآن کا ایک اہم ذریعہ ہے [xi]۔

تربیت کے قرآنی اصول

تزکیہ نفس

تزکیہ نفس قرآن مجید کے بنیادی تربیتی اصولوں میں سے ایک ہے، جو انسان کی روحانی، اخلاقی، اور عملی زندگی کو پاکیزہ اور متوازن بنانے کا مقصد رکھتا ہے۔ تزکیہ کا لغوی مطلب پاکیزگی یا صفائی ہے، اور شرعی اصطلاح میں اس سے مراد انسان کی روح، اخلاق، اور کردار کو برائیوں سے پاک کرنا اور اچھائیوں سے آراستہ کرنا ہے۔ قرآن مجید میں تزکیہ کو ایک اہم مقصدِ نبوت قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا گیا" : هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ "(سورہ الجمعہ:2)۔ اس آیت میں رسول اکرم ﷺ کے فرائض میں تزکیہ کو شامل کیا گیا ہے، جو اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

تزکیہ کا عمل انسان کو اپنے اندر موجود منفی صفات جیسے حسد، تکبر، اور جھوٹ سے نجات دلانے اور مثبت صفات جیسے اخلاص، تقویٰ، اور صبر سے مزین کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ قرآن مجید بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ کامیابی انہی لوگوں کو ملے گی جو اپنے نفس کو پاک کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا" : قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا "(سورہ الشمس:9) یعنی وہی کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ بنایا۔ اس تربیتی اصول کے تحت انسان کی زندگی کو اس نہج پر استوار کیا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے مطابق عمل کرے اور اپنی خواہشات کو قابو میں رکھے۔

قرآن مجید میں تزکیہ کے کئی عملی پہلو بیان کیے گئے ہیں، جن میں عبادات، حقوق العباد، اور اخلاقیات شامل ہیں۔ نماز، روزہ، اور زکوٰۃ جیسے اعمال تزکیہ کے اہم ذرائع ہیں، جن کا مقصد انسان کو روحانی اور معاشرتی طور پر پاکیزہ بنانا ہے۔ اسی طرح، قرآن میں جھوٹ سے بچنے، وعدے کی پاسداری، اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک جیسے اخلاقی اصول بیان کیے گئے ہیں، جو تزکیہ کے لیے ضروری ہیں۔ تربیتی پہلو یہ ہیں کہ انسان اپنے کردار اور عمل کو قرآن کی روشنی میں ڈھالے اور اپنی ذات کو بہتر بنائے، تاکہ وہ نہ صرف دنیا میں کامیاب ہو بلکہ آخرت میں بھی اللہ کی رضا حاصل کرے۔

تقویٰ کی بنیاد

تقویٰ قرآن مجید کا ایک مرکزی اور اہم تصور ہے، جو انسان کی زندگی میں خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایک لازمی اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ لغوی طور پر تقویٰ کا مطلب ہے "پرہیزگاری" یا "بچاؤ"۔ شرعی اصطلاح میں، تقویٰ سے مراد ہے اللہ کے خوف اور محبت کے تحت اپنی زندگی کو گناہوں سے محفوظ رکھنا اور نیکیوں سے مزین کرنا۔ قرآن مجید میں تقویٰ کو کامیابی کی شرط قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا گیا:

JSCRR

" إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ [xii] "۔

اس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

تقویٰ کا کردار انسان کی اخلاقی، روحانی، اور سماجی زندگی میں انتہائی اہم ہے۔ تقویٰ انسان کو نہ صرف گناہوں سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے بلکہ نیکیوں کی طرف راغب بھی کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی قوت ہے جو انسان کو دنیاوی خواہشات اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ قرآن مجید تقویٰ کو ہر نیک عمل کی بنیاد قرار دیتا ہے، جیسا کہ فرمایا گیا:

" وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ [xiii] "۔

یعنی، سب سے بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اس کے ذریعے انسان اللہ کے قریب ہوتا ہے اور دنیاوی و اخروی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

بیان القرآن میں علامہ اشرف علی تھانویؒ نے تقویٰ کو ایک ایسی کیفیت کے طور پر بیان کیا ہے جو دل کے اندر اللہ کی محبت اور خوف کو پیدا کرتی ہے۔ ان کے مطابق، تقویٰ کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں اللہ کے احکامات پر عمل کرے اور ہر قسم کے گناہ سے پرہیز کرے۔ علامہ تھانوی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تقویٰ انسان کے اندر خشیت الٰہی کو تقویت دیتا ہے، جو اس کے اعمال اور اخلاق کو نیک بناتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ تقویٰ نہ صرف عبادات میں بلکہ معاملات میں بھی لازمی ہے، تاکہ انسان اپنی عملی زندگی میں عدل و انصاف قائم کرے۔

تفہیم القرآن میں مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے تقویٰ کو انسانی شخصیت کی تعمیر اور معاشرتی اصلاح کا بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق، تقویٰ ایک ایسی تربیت فراہم کرتا ہے جو انسان کو دنیا کی فتنوں سے محفوظ رکھتی ہے اور اسے اللہ کے راستے پر چلنے کی ترغیب دیتی ہے۔ مودودیؒ نے تقویٰ کو ایک جامع تصور کے طور پر بیان کیا ہے، جو انسان کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بلند معیار کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کا مقصد انسان کو ایسا بنانا ہے جو اللہ کے خوف کے تحت نہ صرف اپنی زندگی سنوارے بلکہ معاشرے میں بھی عدل و احسان کا قیام کرے۔

علم و حکمت کا حصول

اسلام میں علم و حکمت کا حصول ایک عظیم عبادت اور اعلیٰ درجے کی فضیلت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں بار بار علم کے حصول کی تاکید کی گئی ہے، کیونکہ یہ انسان کی روحانی، اخلاقی، اور سماجی ترقی کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔ علم وہ روشنی ہے جو انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر اسے اللہ کے قریب کر دیتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ [xiv] "۔

یعنی، علم والے اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ آیت علم کی فضیلت کو واضح کرتی ہے اور انسان کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

علم و حکمت کا حصول صرف دنیاوی فوائد تک محدود نہیں بلکہ آخرت میں بھی اس کی اہمیت ہے۔ علم انسان کو نہ صرف اپنی ذات بلکہ اپنے معاشرے کی بہتری کے لیے کام کرنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ حکمت، جو کہ علم کا عملی پہلو ہے، انسان کو اپنی زندگی میں صحیح فیصلے کرنے اور انصاف قائم کرنے کی قوت عطا کرتی ہے۔ قرآن مجید میں حکمت کو اللہ کا عظیم عطیہ قرار دیا گیا ہے:

" يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا [xv] "۔

اس آیت میں حکمت کو خیرِ کثیر کہا گیا، جس سے اس کی اہمیت مزید واضح ہوتی ہے۔

قرآن مجید علم و حکمت کے حصول کو اللہ کی رضا کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ سورہ العلق کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو قلم کے ذریعے تعلیم دینے اور علم عطا کرنے کا ذکر کیا:

" اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ [xvi] "۔

یہ آیات اس بات کی نشان دہی کرتی ہیں کہ علم اللہ کی نعمت ہے اور انسان کو اس کا حصول زندگی کا مقصد بنانا چاہیے۔

عدل اور احسان کا اصول

عدل اور احسان قرآن مجید کے اہم ترین اصولوں میں شامل ہیں، جو انسانی زندگی میں اخلاقی تربیت اور معاشرتی انصاف کے قیام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ عدل کا مطلب ہے انصاف کرنا، کسی کے ساتھ ظلم نہ کرنا، اور ہر چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھنا۔ احسان کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی میں بلندی اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عدل واحسان کا حکم دیا ہے" :

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ [xvii] "۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عدل اور احسان کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ معاشرتی زندگی میں دونوں اصولوں کا یکساں طور پر ہونا ضروری ہے۔

عدل اور احسان کے ذریعے انسان کی اخلاقی تربیت کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ یہ انسان کو اپنی ذاتی خواہشات پر قابو پانے اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ عدل اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ہر فرد کے ساتھ انصاف کیا جائے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو، جبکہ احسان یہ ترغیب دیتا ہے کہ انسان نیکی کے معاملے میں صرف فرض کی حد تک محدود نہ رہے بلکہ اپنے اعمال میں اعلیٰ اخلاقیات کا مظاہرہ کرے۔ یہ دونوں اصول انسان کو ظلم، حسد، اور انتقام جیسے منفی جذبات سے محفوظ رکھتے ہیں اور معاشرے میں محبت، بھائی چارہ، اور خیر خواہی کو فروغ دیتے ہیں۔

بیان القرآن میں عدل کا تصور

بیان القرآن میں علامہ اشرف علی تھانویؒ نے عدل کو ایک ہمہ گیر اصول کے طور پر پیش کیا ہے، جو نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی بلکہ معاشرتی نظم و ضبط کے قیام میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ان کے مطابق، عدل کا مطلب صرف انصاف فراہم کرنا نہیں بلکہ ہر چیز کو اس کے حق کے مطابق مقام دینا ہے۔ بیان القرآن میں علامہ تھانوی نے لکھا کہ عدل کا مطلب یہ ہے کہ انسان نہ تو کسی کے ساتھ زیادتی کرے اور نہ ہی اپنے ذاتی مفاد کے لیے دوسروں کے حقوق پامال کرے۔ عدل کا یہ تصور انسانی معاشرے کو ظلم اور ناانصافی سے پاک کرنے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

مزید برآں، علامہ تھانوی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ عدل کو احسان کے ساتھ جوڑنا ضروری ہے، کیونکہ محض عدل سے انصاف تو قائم ہو سکتا ہے، لیکن احسان کے ذریعے دلوں میں محبت اور بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے۔ انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ احسان عدل کی تکمیل کرتا ہے، کیونکہ یہ انسان کو اپنے فرائض سے آگے بڑھ کر دوسروں کے لیے بھلائی کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ بیان القرآن میں عدل کے اصول کو اسلامی نظام عدل کے تناظر میں بھی پیش کیا گیا ہے، جہاں اللہ کے احکام کے مطابق فیصلے کرنا انسان کی ذمہ داری ہے۔ علامہ تھانوی کے نزدیک عدل اور احسان کا امتزاج ایک مثالی معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے۔

صبر اور شکر کی تلقین

قرآن مجید میں صبر اور شکر کو انسانی کردار کی تربیت کے اہم اصولوں میں شامل کیا گیا ہے۔ صبر کا مطلب ہے مشکلات اور آزمائشوں میں ثابت قدم رہنا، جبکہ شکر اللہ کی نعمتوں کا اعتراف اور ان کا صحیح استعمال کرنا ہے۔ صبر کی عملی تربیت کا مقصد انسان کو زندگی کے نشیب و فراز میں ثابت قدمی اور قوتِ برداشت کی تعلیم دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صبر کو ایک اعلیٰ صفت قرار دیتے ہوئے فرمایا

": وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ [xviii] "۔

اس آیت میں صبر کو نماز کے ساتھ جوڑ کر اللہ کی مدد کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

صبر کی عملی تربیت میں یہ شامل ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرے اور آزمائشوں کو اپنے ایمان کے استحکام کا ذریعہ سمجھے۔ صبر صرف مشکلات کو برداشت کرنے تک محدود نہیں بلکہ یہ اخلاقی تربیت کا بھی حصہ ہے، جو انسان کو جلد بازی، غصے، اور ناامیدی سے محفوظ رکھتا ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے صبر کے واقعات، جیسے حضرت ایوب (ع) کی آزمائش اور حضرت یعقوب (ع) کی اپنے بیٹے یوسف (ع) کی جدائی پر صبر، عملی نمونے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں۔ یہ واقعات انسان کو سکھاتے ہیں کہ صبر کا مظاہرہ کرنا نہ صرف انفرادی سکون بلکہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔

اسی طرح، شکر کی تعلیم یہ ہے کہ انسان اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا اعتراف کرے اور ان کا مثبت استعمال کرے۔ شکر ادا کرنے والوں کے لیے قرآن مجید میں اللہ کا وعدہ ہے

" : لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ xix "

تفہیم القرآن کی تشریحات

تفہیم القرآن میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے صبر اور شکر کے قرآنی احکامات کی جامع تشریح کی ہے۔ ان کے مطابق، صبر صرف ایک اخلاقی صفت نہیں بلکہ ایک ایسا عملی اصول ہے جو انسان کی شخصیت کو مضبوط اور معاشرے کو مستحکم بناتا ہے۔ مولانا مودودی نے وضاحت کی کہ صبر کے ذریعے انسان کو یہ شعور حاصل ہوتا ہے کہ آزمائشیں اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہیں اور ان کا مقصد انسان کے ایمان کو پرکھنا اور اس کی روحانی ترقی کا ذریعہ بنانا ہے۔ سورہ العصر کی تشریح میں، انہوں نے صبر کو وقت کی قدر اور نیکی پر استقامت کا بنیادی جزو قرار دیا، جو ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ انسان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

شکر کے حوالے سے مولانا مودودیؒ نے بیان کیا کہ یہ ایک جامع تصور ہے جو صرف زبان سے اللہ کا شکر ادا کرنے تک محدود نہیں بلکہ انسان کے اعمال میں بھی ظاہر ہونا چاہیے۔ انہوں نے سورہ ابراہیم کی آیت کی تشریح میں شکر کو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح استعمال اور ان نعمتوں کو دوسروں کی بھلائی کے لیے وقف کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ مولانا مودودی نے اس بات پر زور دیا کہ شکر گزار انسان اپنی زندگی میں عاجزی، تواضع، اور انکساری کو اپناتا ہے، جو معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کا سبب بنتی ہیں۔ تفہیم القرآن کے مطابق، صبر اور شکر کے امتزاج سے انسان اپنی دنیاوی زندگی کو کامیاب اور آخرت کے لیے محفوظ بنا سکتا ہے۔

تربیت کے اصولوں کا اطلاق

قرآن مجید کے تربیتی اصول، جیسے تزکیہ، تقویٰ، عدل، احسان، اور علم و حکمت، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان اصولوں کا اطلاق نہ صرف فرد کی اصلاح بلکہ خاندانی، معاشرتی، اور تعلیمی نظام کی بہتری کے لیے بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید انسان کو اس کے کردار، اخلاق، اور اعمال کو درست کرنے کا مکمل ضابطہ فراہم کرتا ہے۔ ان اصولوں پر عمل کرکے انسان اپنے اندر روحانی اور اخلاقی تبدیلی لا سکتا ہے، اپنے خاندان کو بہتر بنا سکتا ہے، اور معاشرتی نظام کو عدل و انصاف کے اصولوں پر قائم کر سکتا ہے۔

تزکیہ اور تقویٰ فرد کی اصلاح کے لیے بنیادی اصول ہیں۔ تزکیہ نفس کے ذریعے انسان اپنی روح کو برائیوں سے پاک کرتا ہے اور نیک صفات جیسے اخلاص، صبر، اور شکر کو اپناتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا "، xx

یعنی وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔ تقویٰ کی عملی مثال کے طور پر رمضان کے روزے تقویٰ پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں، جیسا کہ فرمایا گیا یہ اعمال انسان کو روحانی طور پر مضبوط بناتے ہیں اور اس کے اخلاق کو سنوارتے ہیں۔

قرآن مجید کے تربیتی اصول خاندانی نظام کی بہتری کے لیے نہایت اہم ہیں۔ عدل اور احسان کا اطلاق خاندان میں محبت، انصاف، اور ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں میاں بیوی کے رشتے کو سکون اور محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا:

" وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً[xxi] "۔

قرآن مجید کے اصول معاشرتی اصلاح کے لیے نہایت اہم ہیں۔ عدل کے ذریعے ظلم اور ناانصافی کا خاتمہ ممکن ہے۔احسان کا اصول معاشرت میں خیر خواہی، محبت، اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے۔ اخلاقی تربیت کے ذریعے افراد کے رویوں کو بہتر بنایا جاسکتا ہے، جو معاشرے کو امن و سکون کی طرف لے جاتی ہے۔ان اصولوں پر عمل کر کے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے جہاں ہر فرد انصاف اور نیکی کے ماحول میں پروان چڑھے۔

تعلیمی اداروں میں قرآن کے علم و حکمت کے اصولوں کا نفاذ طلبہ کی اخلاقی اور علمی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ قرآن مجید میں علم کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ تعلیمی نظام میں ان اصولوں کا اطلاق اساتذہ اور طلبہ کے کردار کو بہتر بناتا ہے، انہیں تحقیق و تدبر کی ترغیب دیتا ہے، اور ایک ایسا تعلیمی ماحول فراہم کرتا ہے جو علم کے ساتھ اخلاقی اقدار کو بھی فروغ دیتا ہے۔

بیان القرآن اور تفہیم القرآن کی روشنی میں تجزیہ

مولانا اشرف علی تھانوی کے نقطۂ نظر بیان القرآن میں تزکیہ اور تربیت کی تفصیل

مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن قرآن مجید کے تزکیہ اور تربیت کے اصولوں پر گہرائی سے روشنی ڈالتی ہے۔ان کے نزدیک تزکیہ نفس ایک بنیادی قرآنی حکم ہے، جو انسان کی روحانی، اخلاقی، اور عملی زندگی کو پاکیزہ بنانے کا ذریعہ ہے۔ مولانا تھانوی نے سورہ الشمس کی آیات "قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا "کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ تزکیہ کا مطلب نفس کو برائیوں سے پاک کرنا اور نیک صفات سے آراستہ کرنا ہے۔ان کے مطابق، تزکیہ کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں۔ *بیان القرآن* میں مولانا تھانوی نے تربیت کے عمل کو عبادات، اخلاقیات، اور معاملات میں تقسیم کیا ہے۔ انہوں نے نماز، زکوٰۃ، اور روزے کو روحانی تزکیہ کا ذریعہ بتایا اور ساتھ ہی اخلاقی تربیت کے لیے صبر، شکر، اور تقویٰ پر زور دیا۔

مزید برآں، مولانا تھانویؒ نے تربیت کو انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر ضروری قرار دیا۔ان کے نزدیک، تربیت کا مقصد فرد کو معاشرتی کردار کے لیے تیار کرنا ہے۔ انہوں نے *بیان القرآن* میں بار بار اس بات کی نشاندہی کی کہ قرآن مجید کے احکام انسان کو نہ صرف اپنے رب کے قریب کرتے ہیں بلکہ اسے ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے کے قابل بھی بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سورہ البقرہ کی آیت "يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ "کی تشریح میں انہوں نے تعلیم اور تزکیہ کے درمیان گہرا تعلق واضح کیا ہے۔

مولانا مودودی کا تربیتی نظریہ تفہیم القرآن میں عملی تربیت کی مثالیں

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تفہیم القرآن قرآن کے تربیتی پہلوؤں کو دورِ حاضر کے مسائل کے تناظر میں پیش کرتی ہے۔ان کے نزدیک قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ مولانا مودودی نے سورہ العصر کی تشریح میں صبر، حق کی تلقین، اور نیکی پر استقامت کو تربیتی اصول کے طور پر پیش کیا۔ان کے مطابق، یہ اصول افراد کو نہ صرف اپنی ذات بلکہ معاشرتی ذمہ داریوں کو بھی پورا کرنے کے لیے تیار کرتے ہیں۔

تفہیم القرآن میں مولانا مودودی نے عملی تربیت کی کئی مثالیں پیش کیں۔ سورہ الحجرات کی آیات "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ" کی وضاحت میں انہوں نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے اور معاشرتی اتحاد کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ وہ تربیت کو صرف عبادات تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اسے سماجی اور سیاسی اصلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔انہوں نے قرآن کے عدل وانصاف کے اصول کو معاشرتی نظام کی بنیاد قرار دیا اور یہ وضاحت کی کہ ایک صالح معاشرہ اسی وقت ممکن ہے جب قرآن کے تربیتی اصولوں کو عملی طور پر نافذ کیا جائے۔

دونوں تفاسیر میں مشترکہ اور منفرد پہلو

مشترکہ پہلو

- دونوں تفاسیر تزکیہ اور تربیت کو قرآن مجید کا بنیادی مقصد قرار دیتی ہیں۔
- مولانا تھانوی اور مولانا مودودی دونوں نے فرد کی اصلاح پر زور دیا ہے، جس کے ذریعے ایک صالح معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔
- عبادات، اخلاقیات، اور معاملات کو دونوں تفاسیر میں تربیت کے اہم اجزا کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

منفرد پہلو

- بیان القرآن کا انداز اختصار اور جامعیت پر مبنی ہے، جبکہ تفہیم القرآن زیادہ تفصیلی اور عصری مسائل کے حل پیش کرتی ہے۔
- مولانا تھانوی نے تزکیہ کو زیادہ روحانی اور اخلاقی پہلو سے پیش کیا، جبکہ مولانا مودودی نے اسے سماجی اور سیاسی تناظر میں بھی پیش کیا۔

JSCRR

- تفہیم القرآن میں دورِ حاضر کے مسائل جیسے معاشرتی انصاف اور سیاسی اصلاح پر زیادہ زور دیا گیا، جبکہ بیان القرآن زیادہ روایتی اور فقہی تفصیلات پر مبنی ہے۔

نتائج و تجاویز

قرآن مجید کے اصول زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور ان کا اطلاق انسان کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح کے لیے ناگزیر ہے۔ تزکیہ، تقویٰ، عدل، احسان، اور علم و حکمت جیسے اصول نہ صرف اخلاقی تربیت کا ذریعہ ہیں بلکہ ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے کے لیے بنیاد بھی فراہم کرتے ہیں۔ قرآن کا پیغام صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ یہ زندگی کے عملی پہلوؤں پر بھی زور دیتا ہے۔ ان اصولوں پر عمل کر کے انسان اپنی شخصیت کو بہتر بنا سکتا ہے اور سماج میں امن، انصاف، اور ترقی کا ماحول پیدا کر سکتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی *بیان القرآن* اور مولانا مودودیؒ کی تفہیم القرآن دونوں میں ان اصولوں کی اہمیت کو نمایاں طور پر اجاگر کیا گیا ہے، جو ظاہر کرتا ہے کہ قرآن ہر زمانے کے انسان کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

قرآنی اصولوں کا عملی اطلاق معاشرتی اور انفرادی اصلاح کے لیے ایک مؤثر طریقہ ہے۔ فرد کی اصلاح کے لیے قرآن تزکیہ اور تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے، جو انسان کو اپنی خواہشات پر قابو پانے اور اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کا شعور دیتا ہے۔ خاندانی نظام کی بہتری کے لیے عدل اور احسان جیسے اصول خاندان میں محبت، انصاف، اور ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح، معاشرتی اصلاح کے لیے قرآن عدل، احسان، اور اخلاقی تربیت پر زور دیتا ہے، جو ظلم اور ناانصافی کے خاتمے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں علم و حکمت کے اصولوں کے نفاذ سے طلبہ کو نہ صرف علم بلکہ اخلاقیات اور معاشرتی ذمہ داریوں کا شعور دیا جا سکتا ہے۔ ان اصولوں کے عملی اطلاق سے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے جو قرآن کی تعلیمات کے مطابق امن اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بیان القرآن اور مولانا مودودیؒ کی تفہیم القرآن قرآن کے تربیتی اصولوں کی جامع تشریح پیش کرتی ہیں۔ تاہم، ان دونوں تفاسیر کی مزید تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ ان کے پیش کردہ نظریات کو مزید بہتر طور پر سمجھا جا سکے اور موجودہ دور کے مسائل پر ان کا اطلاق کیا جا سکے۔ بیان القرآن کی روحانی اور اخلاقی تفصیلات اور تفہیم القرآن کے عصری مسائل پر غور و فکر کے پہلو کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ایک متوازن تربیتی نظام تیار کیا جا سکتا ہے۔ مزید تحقیق سے ان تفاسیر میں موجود مشترکہ اور منفرد پہلوؤں کو اجاگر کیا جا سکتا ہے، جو اسلامی تربیت کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرے گا۔ ان تفاسیر پر تحقیق اسلامی علوم کے طلبہ، اساتذہ، اور معاشرتی رہنماؤں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے، جو قرآن کی تعلیمات کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق نافذ کرنے میں مددگار ہو۔

JSCRR

حوالہ جات

[i] نگہت نسیم۔ (1956). جینے کی اہمیت (ترجمہ: مختار صدیقی)۔ لاہور: مکتبہ جدید۔

[ii] صحیح بخاری، حدیث: 7443

[iii] طباطبائی، علامہ محمد حسین۔ (2003). تفسیر المیزان۔ قم: جامعۃ المدرسین۔

[iv] سورہ التوبہ: 128

[v] سورہ التوبہ: 128

[vi] سورہ طٰہٰ: 114

[vii] سورہ الاحزاب: 21

[viii] سورہ البقرہ: 2

[ix] سورہ النحل: 90

[x] تھانوی، اشرف علی۔ (1897). *بیان القرآن*۔ دیوبند: دار العلوم۔ صفحہ 25-30

[xi] مودودی، ابوالاعلیٰ۔ (1941-1972). *تفہیم القرآن*۔ لاہور: ادارہ ترجمان القرآن۔ جلد 2، صفحہ 30-35

[xii] سورہ الحجرات: 13

[xiii] سورہ البقرہ: 197

[xiv] سورہ الزمر: 9

[xv] سورہ البقرہ: 269

[xvi] سورہ العلق: 1-4

[xvii] سورہ النحل: 90

[xviii] سورہ البقرہ: 153

[xix] سورہ ابراہیم: 7

[xx] سورہ الشمس: 9

[xxi] سورہ الروم: 21

JSCRR